CC BY

eISSN: 2789-6331
pISSN: 2789-4169

واصف لطیف
لیکچرر، شعبہ پنجابی، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔
ڈاکٹر شائستہ حمید خان
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔
ڈاکٹر عبدالواجد تبسّم
اسسٹنٹ پروفیسر اُردو، شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
Wasif Latif
Lecturer Department of Punjabi, GC University, Lahore.
Dr. Shaista Hameed Khan
Assistant Professor, Department of Urdu, GC University, Lahore.
Dr. Abdul Wajid Tabassum
Assistant Professor, Department of Pakistani Languages, Allama Iqbal open university, Islamabad.

مجلہ ’’راوی‘‘ کی تحریروں میں پنجاب کا تشخص
Identity of Punjab in the writings of "The Ravi" magazine

Abstract
"Ravi" is a literary magazine of Government College (GC University) Lahore which has been continuously published since 1906 to to-date. Until the formation of Pakistan, it was published in English, Urdu, Hindi, and two scripts of Punjabi (Shahmukhi, Gurmukhi), after the partition, Hindi and Gurmukhi stopped publishing. Most of the students and teachers of the college were from Punjab, including Muslims, Hindus, S,ikhs and Christians. In the spirit of patriotism students, teachers and old Ravians have always written in Punjabi (Shahmukhi, Gurmukhi) and Urdu for the development and promotion of Punjabi language and literature as well Urdu and English. Therefore, from the very beginning, thousands of pages of excellent and historical Punjabi literature have been the adornment of the magazine Ravi. This research article analyzes the Punjabi, Urdu poetic an,d prose writings of Ravi Magazine which show the identity of Punjab and Punjabi writers have tried to highlight the social, political, literary a,nd linguistic traditions of Punjab in thein way.

Keywords: Ravi, Magazine, Government College Lahore, GC University Lahore, Punjab, Punjabi, Shahmukhi, Gurmukhi, Urdu, Hindi, English, Identity, Muslims, Hindus, Sikhs, Christians, Traditions.

پاکستان کا سب سے بڑا اور زرخیز صوبہ "پنجاب" ہے۔ پنجاب نام کی وجۂ تسمیہ اس کے پانچ دریا ہیں مگر کبھی یہ علاقہ سات دریاؤں کی سرزمین تھا اور سپت سندھو کہلاتا تھا۔ سات دریاؤں کی اس دھرتی کو زمانۂ قدیم میں وادئ سندھ کی تہذیب کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا رہا ہے۔ اس تہذیب کا مرکز ہڑپہ تہذیب تھی جو آج سے کم و

بیش پانچ ہزار سال قبل انتہائی ترقی یافتہ تہذیب تھی۔ ہڑپہ تہذیب کی امیرتا کے شواہد آج بھی ہڑپہ اور اور موہنجوداڑو کے کھنڈرات کی صورت ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔ ہڑپہ تہذیب سے تعلق رکھنے والے لوگ آج بھی اس دھرتی اور علاقے کے اصل وارث ہیں۔ وہاں کی زرخیزی، جغرافیہ، موسم، پیداوار، پانی کی فراوانی اور حدود اربعہ کی کشش نے غیر اقوام کو متاثر کیا۔ وہ حملہ آوروں کی صورت آئے؛ مقامی لوگوں پر قتل و غارت کے ذریعے اپنی دھاک بٹھائی اور زندہ بچ گئے لوگوں کو محکوم بنا کر خود حکمران بن بیٹھے۔ جدید تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ دراوڑ اور آریا اقوام حملہ آور (Invaders) تھے جنھوں نے باہر سے آ کر طاقت کے بل بوتے پر اپنی حاکمیت قائم کر لی۔ پنجاب دھرتی پر دراوڑوں سے انگریزوں تک تقریباً ۵۵ غیر اقوام ''آگ لینے آئی اور گھر والی بن بیٹھی'' کے مصداق قابض ہو کر وہاں کے وسائل پر لوٹ مار کرتی رہیں۔

دیس پنجاب کے مختلف ادوار میں مختلف نام رہے۔ جن میں کچھ اہم نام بقول محمد آصف خاں سپت سندھو، واہیک، ٹث گو اور پنج ند ہیں۔ (۱) جبکہ آج کل پنجاب نام مستعمل ہے۔ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کا پنجاب پر قبضہ ہوا تو پنجاب کے سیاسی و انتظامی امور انگریزوں کی عملداری میں چلے گئے۔ انگریزوں نے پنجاب کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے بہت کوششیں کیں اور پنجاب کے مرکزی شہر یعنی لاہور کا نقشہ بدل کر رکھ دیا۔ انگریزوں نے لاہور میں کئی تاریخی باغات، عمارات، ہسپتال، پُل اور تعلیمی ادارے بنوائے جن میں سے گورنمنٹ کالج، لاہور بھی ایک ہے۔ گورنمنٹ کالج، لاہور برطانوی لوکل گورنمنٹ (پنجاب حکومت) کی منظوری سے یکم جنوری ۱۸۶۴ء میں قائم ہوا۔ قیامِ پاکستان سے قبل پنجاب کے انگریز گورنرز نے گورنمنٹ کالج، لاہور کی خاص سرپرستی کی اور یہ ادارہ بھرپور فعال رہا۔ انگریزی کالج کے قیام کا مقصد خواہ انگریز حکومت اور انگریزی اداروں کے لیے مقامی انگریزی پڑھے لکھے افراد کی کھیپ تیار کرنا تھا مگر پھر بھی پنجاب کی عوام کے لیے یہ اقدام خوش آئند تھا۔ گورنمنٹ کالج، لاہور میں ناصرف پنجاب بلکہ پورے ہندوستان سے طالب علم تعلیم حاصل کرنے آتے رہے۔ اس کے باوجود طلبہ کی ایک کثیر تعداد پنجاب کے مسلمان، سکھ اور ہندو طلبہ کی تھی جنھیں اپنی دھرتی اور زبان سے خاص لگاؤ تھا۔

مجلہ ''راوی'' پنجاب کے ایک انگریزی تعلیمی ادارے کا علمی ادبی مجلہ تھا مگر آغاز سے تا حال اس میں پنجاب اور پنجابی تہذیب و ثقافت کی کسی نہ کسی صورت نمائندگی ہوتی رہی ہے۔ ''راوی'' کی کئی منظوم اور نثری تحریریں ایسی ہیں جن میں پنجاب کا بھرپور تشخص اُجاگر ہوتا ہے۔ مجلہ ''راوی'' کا آغاز جولائی ۱۹۰۶ء میں ہوا۔ جنوری ۱۹۱۰ء میں پہلی بار چار صفحات پر مشتمل لوک گیت شامل اشاعت ہوئے جو خاص طور پر ''راوی'' کے لیے اکھٹے کیے گئے تھے اور غیر مطبوعہ تھے۔ پنجاب کی تہذیب و ثقافت میں لوک گیتوں اور لوک کہانیوں کی خاص اہمیت ہے۔ یہ لوک گیت سینہ بہ سینہ کئی صدیوں سے ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتے آ رہے ہیں۔ لوک گیتوں کی اہمیت اور ''Oral Tradition'' کو محفوظ کرنے کی غرض سے یہ

لوک گیت طبع کیے گئے جن سے پنجاب کی تہذیب و ثقافت اور تشخص اُجاگر ہوتا ہے۔ جنوری ۱۹۱۰ء سے مئی ۱۹۱۲ء تک پنجابی کے غیر مطبوعہ لوک گیت شائع ہوتے رہے۔ ''مئی دی راوی'' ۴۰ صفحات کا خصوصی شمارہ تھا جو سارے کا سارا لوک گیتوں پرمشتمل تھا۔ مئی ۱۹۱۲ء کے بعد دسمبر ۱۹۲۲ء تک پنجابی زبان میں کچھ بھی شائع نہ ہوا ماسوائے دو انگریزی مضامین کے۔ پہلا مضمون پنجاب کے معروف صوفی بزرگ بلھے شاہ کی حیات و شاعری اور دوسرا سکھ مت مذہب کے بانی بابا گورونانک کی حیات و تعلیمات سے متعلق تھا۔ دسمبر ۱۹۲۲ء، جنوری ۱۹۲۳ء میں گورمکھی مضمون ''پنجابی سبھا دی لوڑ'' طبع ہوا جس میں دیس پنجاب کی زبان یعنی پنجابی کی اہمیت کو اُجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ غیر زبان یعنی انگریزی، اُردو اور ہندی کو چھوڑ کر اپنی مادری زبان میں پڑھنے، لکھنے، سوچنے اور تخلیق کرنے کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ مضمون نگار دیس پنجاب کی زبان یعنی پنجابی کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''پنجابی دیس دی اوہ بولی ہے جیہڑی کہ اسیں آپنے گھراں دے وچ آپنے چھوٹیاں وڈیاں نال بولدے ہاں۔ اسیں آپنا بھاو اِس بولی وچ ای ہچھی طرح پرگٹ کر سکدے ہاں۔ انگریزی بھاشا تاں کیول سانجھی بولی (Common Medium of Exprssion) دا ہی کم دے سکدی ہے...'' (۲)

مجلہ راوی کے ''پنجابی نمبر'' میں شامل ایک افسانوی تحریر ''ماں تے پُتر'' میں افسانے کا کردار تیویں (عورت) دیس پنجاب کی زبان کو پنجابی قرار دیتے ہوئے کہتی ہے کہ پنجابی پنجاب باسیوں کی زبان ہے جن میں ہندو، مسلمان، سکھ اور عیسائی سب شامل ہیں مگر افسوس کہ سب اپنی زبان چھوڑ بیٹھے ہیں۔

خالصہ کالج امرتسر میں سر مہر سنگھ چاولہ کی زیر صدارت ۱۰،۱۱،۱۲۔ اپریل ۱۹۲۵ء میں سولھویں سکھ ایجوکیشنل کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے ایجنڈے میں بہت سی باتیں غور طلب رہیں لیکن جو سفارشات پنجابی زبان اور پنجاب کے حوالے سے پیش کی گئیں وہ اکتوبر ۱۹۲۵ء کے ''راوی'' حصہ گورمکھی میں مدیر شیر سنگھ گیانی نے درج کی ہیں جن میں پنجاب کے حوالے سے اقدامات ملاحظہ ہوں:

> ''۱۔ خالصہ کالج کو سکھ یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے جو سکھوں کے علاوہ تمام پنجاب باسیوں یعنی ہندوؤں، مسلمانوں اور دیگر پنجابی بولنے والوں کے لیے فائدہ مند ثابت ہو گی۔
>
> ۲۔ پنجاب باسیوں کی ابتدائی تعلیم کا بندوبست اُردو کی بجائے پنجابی زبان (گھروکی بولی) میں کیا جائے۔
>
> ۳۔ پنجاب یونیورسٹی میں اگر دسویں کے امتحان میں عربی، فارسی اور سنسکرت جیسی قدیم زبانیں شامل ہیں تو پنجابی کو بھی شامل کیا جائے تا کہ پنجابی طلبہ سہولت کے ساتھ اپنی زبان پڑھ سکیں۔ نیز یہ تمام پرانی زبانیں ایف۔ اے کی سطح پر لازمی نہ کی جائیں۔
>
> ۴۔ پنجاب میں کچہریوں کی زبان پنجابی نافذ کی جائے۔'' (۳)

دسمبر ۱۹۲۶ء، جنوری ۱۹۲۷ء کے شمارے میں ایڈیٹر شیر سنگھ گیانی نے اداریہ بعنوان ''وڈے دِناں دیاں چھٹیاں'' لکھا۔ ایڈیٹر کی مجبوری ہوتی ہے کہ اُسے ہر

وقت میگزین یا رسالے کی بروقت اشاعت کی فکر لاحق رہتی ہے۔ ایڈیٹر کو بھی پنجابی حصہ کے لیے مسالہ اکھٹا کرنے کی فکر لاحق تھی لہٰذا اُس نے پنجاب کے مختلف حصوں سے آئے طلبہ کو درخواست کی کہ وہ راوی کے لیے پنجاب کی حقیقی زندگی کے نمونے اکھٹے کر کے لائیں تا کہ پنجاب کی حقیقی زندگی کا عکس ''راوی'' کے اُن قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جن کا تعلق پنجاب سے نہیں ہے۔ اس سلسلے میں جو نوٹس تیار کیا گیا وہ نوٹس بورڈ پر جگہ نہ ہونے کے باعث آویزاں تو نہ ہو سکا مگر راوی کے اداریے کی زینت ضرور بن گیا:

''سجنو! چھٹیاں آ رہیاں ہن، تسیں پنجاب دے ہر حصے وچ کھلر جاؤ گے۔ آپنے آپنے حصے وچوں ساڈی ''راوی'' لئی سوغات لیندے آؤنا... سرھواں دے گیت، ساگ توڑدی کڑی، پنڈ دی گھلاڑی، جٹاں دا کماداں نوں سِنجنا، ماں دیاں پکیاں مکّی دِیاں روٹیاں، ساگ، مکھن، دہیں تے گاڑھی لسّی... چرخے دا تند، کڑیاں دا چھوپ، تنجن دِیاں کڑیاں... میری نکی بھین دی گڈی، فیر کڑیاں دا گُڈی نُوں پھوکنا، رات نوں بھین بھراواں دیاں آپوں وچ باتاں پونیاں، اِک سی چڑی تے اِک سی کاں... مراثیاں توں باتاں سننیاں، بلداں دِیاں گلاں، گھول تے چھنجاں، مقدمیاں دی ہار جت، چوراں تے ڈاکواں دے حال... کسے گبھرو تے مٹیار دا پیار... پنڈاں دے منڈیاں دا لُک میچیاں، باندر کُٹ کھیڈنا... تیویاں دا رَل کے باہر جانا تے چغلیاں... آتے ہور کئی طرح دے پینڈو نظارے راوی لئی سوادلی مسالہ ہون گے۔'' (۴)

مئی ۱۹۲۷ء میں سردار رام سنگھ جو بی۔ ایس۔ سی کے طالب علم تھے، کی تحریر ''پینڈو جیون دی جھاکی'' شائع ہوا۔ مضمون نگار نے پنجاب کے ضلع ہوشیار پور کا بھرپور منظر نامہ پیش کیا ہے اور ضلع ہوشیار پور کو پنجاب کا باغ کہا ہے۔ مضمون میں ضلع ہوشیار کا جغرافیہ، حدود اربعہ، موسم، بارش، بادل، برکھا اور حسین رُتوں کا ذکر کیا ہے۔ ہوشیار پور کے قریبی ضلع جالندھر کو بھی ہوشیار پور کا سگا بھائی کہا گیا ہے۔ مضمون میں ان دونوں اضلاع کو پنجاب کے من موہ لینے والے اضلاع قرار دیا گیا ہے۔

دسمبر ۱۹۲۹ء میں صوفی محمد حسین کا تفصیلی مضمون ''پنجابی زبان تے اک نظر'' شائع ہوا۔ مضمون نگار جو کہ ضلع گوجرانوالہ کا رہائشی تھا، نے مضمون میں پنجاب، پنجابی زبان، گوجرانوالا کے مضافاتی علاقوں کے لہجے، گاؤں کا ٹھیٹھ لہجہ اور پنجابی شاعری سے متعلق سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ مضمون میں قابل ذکر بات پنجاب کے دو علاقائی لہجوں کا فرق مثالوں سے واضح کیا گیا ہے۔ وہ دوآبہ رچنا اور دوآبہ بست جالندھر کی جغرافیائی تقسیم اور وہاں کے لہجوں کے فرق کی وضاحت کرتے لکھتے ہیں:

''۔۔۔ایہناں دونہہ علاقیاں نوں دو دریا اِک دُوجے نالوں وکھریاں کردے نیں تے ویکھو بولی وچ کتنا فرق پے گیا اے تے جنھاں ملکاں نوں سمندر تے پہاڑ وکھو وکھ کرن، اوہناں دِیاں زباناں تے مُڑ آپے اصلوں وکھو وکھریاں ہونیاں ہوئیاں۔ دوآبہ چج دی بولی دی اک نویں ای طرز اے۔ 'جانا' واسطے اوہ لوک 'وَینا'

ورتدے نیں۔ ’میں اوتھے گیا ہاہ‘ اوہ آکھسن ’میں اوتھے ونجیا ہا‘ یا اسیں آکھنے
ہا ں ’مَیں اج فلانی جگہ جا نائیں‘ اوہ آکھدے نیں ’مَیں اج فلانی جگہ وینائیں‘
ایسے طرح ہور بھی کئیاں گلاں دا فرق اے...‘‘ (۵)

مجلہ ’’راوی‘‘ مئی، جون ۱۹۳۴ء کے شمارہ میں نظم ’’موجاں پنجاب دِیاں‘‘ شائع ہوئی۔ آزاد نظم کی ہیئت میں شاعر نے پنجاب کی تہذیب و ثقافت اور کلچر کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے:

ٹھنڈیاں کھوئیاں دا نہانا/ چاننیاں راتاں/ تے ڈھولیاں دا گانا/ اُچیاں لمیاں ٹاہلیاں/
نِم تے دھریکاں/ ہوا دے بُلھّے/ پتاں دے ناچ/ سیالے دِیاں جھڑیاں/ تے پالے/
دُھپّاں دا سیکنا/ سرھوں دِیاں ڈھلکاں/ کنکاں دِیاں لہراں/ جٹّاں دِیاں وساکھیاں
تے جٹّاں دے بھنگڑے/ ڈھولیاں دا گانا/ چاننیاں راتاں وچ/ واہ واہ موجاں پنجاب
دِیاں (۶)

جون ۱۹۴۰ء میں فارسی رسم الخط میں بی۔ ایس۔ پی کی نظم ’’اُٹھ شیرا پنجاب دیا‘‘ شائع ہوئی۔ اس نظم میں دوسری جنگ عظیم کا منظر نامہ پیش کرتے ہوئے پنجاب کے نوجوانوں کو جھنجھوڑ کر بیدار کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ کچھ اشعار ملاحظہ کریں:

اُٹھ شیرا پنجاب دیا سُتا نہ رہ جائیں
دُنیا پئی ودھدی اے پچھے نہ رہ جائیں
کیہہ سُنیا اجے وی نہیں توں ڈنکا زوری دا
اُس پاگل نازی دا اوہ ہوکا چوری دا
ظالم نے پولینڈ تائیں مار مُکایا اے
ہُن بیلجیئم گھیر لیا ہالینڈ نوں ڈھایا اے (۷)

جنوری ۱۹۴۳ء میں پورن سنگھ کی نظم ’’جوان پنجاب دے‘‘ میں پنجابی نوجوانوں کی بہادری، بے باکی، ندھڑکی اور انقلابی طرز زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے:

جوان پنجاب دے/ ایہہ بے پرواہ پنجاب دے/ موت نوں مخولاں کرن/ مرن تھیں
نہیں ڈردے/ پیار نال ایہہ کرن غلامی/ جان کوہ اپنی وار دیندے/ پر ٹیس نہ منن
کسے دی/ کھلو جان ڈانگاں موڈھے تے اُلاردے/ منن بس اِک اپنی جوانی دے
زور نوں... (۸)

’’مٹیار ہاں پنجاب دی‘‘ گورنمنٹ کالج کے معروف اُستاد پروفیسر آغا یمین کی نظم ہے۔ آپ فارسی زبان و ادب کے اُستاد تھے مگر پنجابی زبان و ادب سے والہانہ محبت تھی۔ آپ کی کئی پنجابی تصانیف مجلہ راوی میں طبع ہوئیں۔ اس نظم میں پنجاب کی الھڑ مٹیار کے حسن و جمال کو مختلف تشبیہات سے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

چن دی میں چاننی، چاننی کھلاردی
اکھ وچ جاپدی، مستی اے شراب دی
مٹیار ہاں پنجاب دی
مُکھ میرا سجرا، پھلاں دا اے گجرا

رنگ جُوں انار دا، مہک جوں گلاب دی
مٹیار ہاں پنجاب دی
رنگ میرا بھڑکدا، انگ انگ پھڑکدا
آخر دی جوان ہاں، مورتی شباب دی
مٹیار ہاں پنجاب دی
اکھ اے شرماوندی، سونہہ اے قرآن دی
سجری جوان ہاں، مورتی حجاب دی
مٹیار ہاں پنجاب دی (۹)

''پنجاب پنجابیاں دا'' محمد اکرام کا مضمون ہے جو دسمبر ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا۔ مضمون نگار نے قیامِ پاکستان کے ابتدائی دور سے بات شروع کی ہے۔ پنجاب اور دوسرے صوبوں کی آمدن، آبادی، بجٹ اور اخراجات کا موازنہ کرتے ہوئے پنجاب کی اصل حیثیت واضح کی ہے۔ آخر میں مشرقی پاکستان کے پٹ سن کی آمدنی کے حوالے سے پنجاب پر عائد کیے گئے الزامات کی تردید ہے۔ مضمون نگار کے مطابق ۱۹۵۴ء سے پہلے مغربی پاکستان تین صوبوں قبائلی علاقہ جات، کچھ ریاستیں اور ایک ایجنسی پر مشتمل تھا جس کو مجموعی طور پر ''وحدت مغربی پاکستان'' کا نام دیا گیا۔ اس اقدام کا مقصد آپسی بھائی چارہ قائم رکھنا اور متحد ہو کر ملک و قوم کے لیے کام کرنا تھا۔ پنجاب دوسرے صوبوں سے آبادی کے لحاظ سے بڑا صوبہ تھا جس کے پاس دولت اور وسائل بھی زیادہ تھے مگر پنجاب نے پھر بھی دوسرے پسماندہ صوبوں کو ساتھ جوڑے رکھا۔ اس کے باوجود دوسرے صوبے پنجاب سے ناخوش ہی رہے کہ پتہ نہیں پنجاب کے ہمارے ساتھ مل کر رہنے میں کیا مفادات ہیں۔ اس بنا پر دوسرے صوبوں نے پنجاب سے الگ ہونے کا فیصلہ کر لیا اور گورنمنٹ آف پاکستان کو ''وحدت مغربی پاکستان'' ختم کرنی پڑی۔ مضمون نگار اس حوالے سے حقائق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''اصل گل تے ایہہ ہے جے ہندوستان دی ونڈ توں پہلے وی پنجاب نال زیادتیاں ای ہوندیاں رہیاں نیں تے ہر کسے نے بھاویں اور سکھ سن تے بھاویں انگریز سرکار، پنجاب نوں لُٹن دی سوچی تے جی بھر کے لُٹیا وی پر ایہدے باوجود ربّ سچے نے پنجاب نوں کسے طرح وی نیون نہیں دتا سگوں ہور نعمتاں تے دولتاں نال نوازیا۔ غیراں دا تے سانوں کوئی افسوس نہیں پر اپنیاں نال ضرور گلہ رہے گا۔ جے پنجاب نے اوہناں نال چنگا سلوک کیتا اے تے اوکھے ویلے کم وی آیا اے پر فیر وی اوہ ایہدے تے خوش نہیں ہوئے۔ ...'' (۱۰)

مضمون نگار نے مغربی پاکستان کے تین صوبوں پنجاب، سندھ، سرحد کے ۱۹۵۵-۵۶ء اور ۱۹۶۲-۶۵ء کے بجٹ کی آمدن، اخراجات، منافعے اور خسارے کی مثالیں دے کر ثابت کیا ہے کہ پنجاب کی آمدن باقی صوبوں سے کئی گنا زیادہ اور بجٹ خسارہ کم ہے۔ یعنی پنجاب نے دوسرے صوبوں کو کچھ دیا ہی ہے اُن سے لیا کچھ نہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ اندورنی اور بیرونی سرمایہ کاری پنجاب کی نسبت سندھ میں زیادہ کی گئی مگر پسماندگی جوں کی توں رہی۔ اس کی وجہ ماہرین نے یہ بیان کی ہے کہ سرمایہ کاری کے لیے کسی بھی علاقے کے لوگوں اور وہاں کے حالات کا بہتر ہونا ضروری

ہوتا ہے۔ پنجاب کے وسائل دوسرے صوبوں میں تقسیم کرنے سے کیا کیا نقصانات ہوئے، ملاحظہ کریں:

'' ... سرکار نے پنجاب د۔ نتیجہ ایہہ ہویا جے اور رقم اوہناں دے وی چنگی طرح کم نہ آ سکی، پر اِک فائدہ ضرور ہویا جے مفاد پرست سیاست داناں نوں ایہناں علاقیاں وچوں ووٹ مل گئے تے اوہناں دِیاں کرسیاں ڈولن توں بچ گئیاں۔ بھاویں دُوجے پاسے ملک دی معیشت دا بھٹھا بہہ گیا۔'' (۱۱)۔

مضمون نگار نے پنجاب باسیوں کے حوالے سے وضاحت کی ہے کہ اس دھرتی نے وڈیرے، راہنما، سیاست دان، فلسفی، شاعر، عالم فاضل، بہادر فوجی جوان اور محب وطن پنجابی پیدا کیے جو ملک کی آن پر قربان ہونے کو تیار رہتے ہیں۔ وحدت مغربی پاکستان ختم ہونے کے باعث پنجابیوں پر یہ حقیقت واضح ہونی چاہیے کہ اب اُن کی آمدن اُنھی پر خرچ ہو گی اور اُن کے وسائل کسی دوسرے صوبے میں تقسیم نہیں ہوں گے تو اس ناطے جی جان سے محنت کر کے ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کریں:

'' ... شرط ایہہ ہے جے اوہ اپنے حق نوں پہچانن تے اوہنوں لین لئی اکھٹے ہو کے اِک راہ تے چل پین... کسے نوں وی گلہ تے شکوہ نہیں رہنا چاہیدا جے اوہناں نال زیادتی ہو رہی اے تے فلانا اوہنوں کھا رہیا اے تے ڈھینگڑا اوہنوں لٹ رہیا اے۔ ایس ویلے ہر کسے نوں ہوشیار تے چوکنا ہو کے اپنے اپنے صوبے تے ملک دی بہتری تے ترقی ول توجہ دینی چاہیدی اے تے جدوں ایہہ احساس پیدا ہو گیا تے فیر پاکستان نوں ستے ای خیراں نیں... (۱۲)

''پنجاب دا ناں کدوں توں'' محمد آصف خاں کا مضمون ہے جو ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا۔ مضمون نگار نے تاریخی اعتبار سے زمانی ترتیب کے مطابق مختلف قدیم سنسکرت، ہندی اور پنجابی کتابوں کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ ''پنجاب'' نام زمانۂ قدیم سے مستعمل ہے۔ مضمون کا آغاز مولوی لطف علی، فیروز دین شرف اور مولانا گرامی کے اشعار سے کیا گیا ہے۔ مولوی لطف علی بہاولپوری کا شعر ملاحظہ ہو:

سوہنے دیس پنجاب اُتے ہے پنجتن پاک دا سایہ
پیر بہاوالدین میرا جیں نور ظہور ڈکھایا

''پنجاب'' نام کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ایرانیوں نے یہ نام رکھا جبکہ بعض کے خیال میں مغل بادشاہ اکبر کے زمانے سے یہ نام شروع ہوا۔ مضمون نگار بحوالہ ڈاکٹر قریشی احمد حسین قلعداری لکھتے ہیں:

'' ... اوہناں اپنی ۲/ جولائی ۱۹۵۵ء دی چٹھی وچ مینوں لکھیا... صوبہ بندی کا انتظام انگریزوں نے کیا اور پنجاب کو صوبہ پنجاب کا نام دیا... میری تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ انگریزی عہد حکومت سے پہلے پنجابی زبان لفظ استعمال نہیں ہوتا تھا... '' (۱۳)

محمد آصف خاں نے ثابت کیا ہے کہ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں رامائن، مہابھارت اور کچھ سنسکرت کتابوں میں پنجاب کے لیے ''پنجند'' یعنی ''پنج دریاواں دی دھرتی'' استعمال ہوا ہے۔ مضمون نگار نے ''اشٹا دھیائی'' (پاننی) ، ''کتھا سرت ساگر'' تے شہاب الدین غوری ، ''تاریخ فرشتہ''، ''طبقات ناصری''، ''مفتاح الفتوح''، ''تاریخ

جہانکشائی''، ''جغرافیائی مفصل ایران'' (مسعود کیہان)، ''تاریخ وصاف''، ''ایلیٹ''، ''عجائب الاسفار''، ''توزک تیموری''، ''تاریخ مبارک شاہی''، ''تاریخ شیر شاہی''، ''آئین اکبری''، ''تاریخ شاہی''، ''بھائی گورو داس''، ''فرائض ورثہ''، ''محمد شاہ رنگیلا''، ''بحرالعلوم '' اور ''الفہرست'' کے اقتباسات دے کر ثابت کیا ہے کہ پنجاب نام زمانۂ قدیم سے مستعمل رہا ہے۔ علاوہ ازیں محمد آصف خاں نے پنجابی صوفی بزرگوں میں سے حاجی محمد نوشہ گنج بخش کو پہلا قرار دیا ہے جس نے اس علاقے کے لیے ''پنجاب'' لفظ استعمال کیا۔ اُنھوں نے حاجی نوشہ گنج بخش کی پیدائش ۱۵۵۲ء بتائی ہے اور اُن کا درج ذیل شعر ثبوت کے طور پر پیش کیا ہے:

پنجابی وچ کیوں پڑھو، پڑھو عربی وچ
تورا کلمہ عرب ہے، پڑھے نہ ہووے زچ

پنجابی شعرا میں سے حضرت نعمان، حافظ برخوردار، مولوی کمال دین، صدیق لالی، حافظ برخوردار رانجھا، قاضی امام بخش شیروی (ڈیرہ غازی خان)، مولوی محمد سلیمان (چکوال) اور مظفر گڑھ کے مولوی اللہ بخش خادم نے اپنی شاعری میں زبان کے لیے ''پنجابی'' اور علاقے کے لیے ''پنجاب'' لفظ استعمال کیا ہے۔

شفقت تنویر مرزا کا مضمون ''کوئی ہووے جو کرے پنجاب سہاگن'' ۱۹۹۷ء میں طبع ہوا۔ مضمون نگار نے پنجاب کی تاریخ اور انگریزوں کے پنجاب پر تسلط کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ آغاز میں پنجاب کا جغرافیہ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی پنجاب پر حکومت کا تذکرہ کیا گیا ہے اور پھر یہ وضاحت پیش کی گئی ہے کہ کس طرح رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد اُس کے نالائق جانشینوں کی ناقص حکمت عملی اور آپسی نفاق و خانہ جنگیوں کی بدولت پنجاب انگریزوں کے تسلط میں چلا گیا۔ مضمون نگار مہاراجہ رنجیت سنگھ کی جانشین مہارانی جنداں کی بیوقوفی کی بابت لکھتے ہیں:

> ''دوش کسے اُتے نہیں، قصور پنجاب دی رانی دا ای سی پئی اوس اجیہی راہ پھڑی کہ جو علاقے انگریز دی چاڑھ توں بچے ہوئے سن اوہ وی انگریزاں دے غلام بن گئے تے انگریز بنگال توں لے کے خیبر تائیں حاکم بن بیٹھا... ایس کیفیت بارے وی شاہ محمد اکھیں ڈِٹھی لکھدا اے تے بڑے افسوس نال کہندا اے:
>
> گھروں گئے فرنگی دے مارنے نوں بیڑے توپاں دے سبھ کھوہا آئے
> فیر آفتاں نوں مگر لائیو نیں سگوں اپنا آپ گنوا آئے
> خوشی وسدا شہر لاہور سارا سگوں کنجیاں ہتھ پھڑا آئے
> شاہ محمدا کہندے نیں لوک سنگھ جی تسیں چنگیاں پوریاں پا آئے (۱۴)

انگریزوں نے کس حکمت عملی کے تحت پنجاب پر قبضہ کیا، مضمون نگار نے تمام وجوہات تفصیلی بیان کی ہیں۔ رائے احمد خاں کھرل کو پنجاب کا ہیرو قرار دیا ہے جس کی سخت مزاحمت سے انگریزوں کو کافی عرصہ تک شکست کا سامنا رہا۔ آخر کار انگریزوں نے مقامی وڈیروں اور جاگیر داروں کو کئی طرح کے لالچ دے کر خریدا۔ اپنے ہی لوگوں کی غداری کے باعث دیس پنجاب پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ مضمون

نگار نے سینہ بہ سینہ منتقل ہوئیں روایات، لوک گیت اور خاص طور پر ڈھولا گیت کی مثالیں دے کر علاقائی لوگوں کی بہادری، جانثاری اور قربانیوں کو سراہتے ہوئے دیس پنجاب کے مقدمے کی وکالت کی۔ مضمون کا اختتام پنجاب کی غیر جانبدارانہ تاریخ کا کھوج لگانے، پنجابیوں کی روایتی بہادری اور غیرت کو آئندہ نسلوں تک پہنچانے کی دعوت پر ہوتا ہے:

''چراغا ماچھی آہندا اے سن لوہارا!
تلیاں نوں مہندی خون دی
بینی بنھ لیا اے موت دا گانا

خون دی مہندی تے موت دا گانا۔ امام دین گوہاویہ توں لے کے کھرلاں، لکاں، فتیانیاں توں ہوندا ہویا جیونے موڑ، نظام لوہار تے جبرو نائی تک اپڑدا جاندا اے۔ فیر موت دے گانے سہرے بنھے جاندے نیں تے خون مہندی توں ودھ کے چنھاں دِیاں چھلاں، جھتے بیلیاں وچ لاشاں وِچھیاں تے کنڈھیاں اُتے عاشقاں منصور وانگ موجاں مانیاں۔ ۱۹۴۷ء تک دِیاں منزلاں گنن گوچرن دی حدوں باہر نیں پر ایہناں اُتے آون والی پود دی نظر رہنی چاہیدی اے... مَیں بڑی جگہ خالی چھڈ دِتی اے! تہاڈے پُر کرن واسطے۔'' (۱۵)

پنجاب کے حوالے سے مجلہ ''راوی'' میں چھپی آخری تحریر سعدیہ نور کا مضمون ''تعارف اور تجزیہ... پنجاب کا مقدمہ'' ہے۔ چار صفحات کا یہ اُردو مضمون گوشۂ حنیف رامے میں اُن کی وفات پر شائع ہوا۔ ''پنجاب کا مقدمہ'' حنیف رامے کی اُردو کتاب ہے جو ۱۹۸۵ء میں جنگ پبلشرز، لاہور کی جانب سے شائع ہوئی۔ کتاب کا انتساب ''پانچ کروڑ بے زبان پنجابی عوام کے نام'' ہے۔ کتاب کے ۱۰ ابواب اور ۱۵۹ صفحات ہیں۔ مضمون نگار سعدیہ نور نے کتاب کے ہر باب کا الگ الگ تجزیہ کیا ہے۔ پہلے باب کے عنوان ''میرا پنجاب'' کو مقصدی باب کہا گیا ہے۔ مضمون نگار لکھتی ہیں:

'' --- اِس میں اُنھوں نے اپنے اور پنجاب کے وجود میں پائی جانے والی گہری مماثلت کے احساس کو جوشیلے اور تشبیہاتی الفاظ کے ذریعے ظاہر کیا ہے۔ مثلاً وہ پنجاب اور اس کے پانچ دریاؤں کو اپنی ماں اور اُن کے پانچ بیٹوں سے تشبیہہ دیتے ہیں اور بالخصوص نمبر کے لحاظ سے اپنے آپ کو دریائے چناب سے قریب تر محسوس کرتے ہیں۔ اسی باب میں رامے صاحب نے شہر لاہور کا تذکرہ خصوصی طور پر کیا ہے اور پھر گورنمنٹ کالج، دریائے راوی اور میاں میر کی نہر کی مہک اور لہک کو دلی طور پر جس طرح محسوس کیا ہے اُس کے اظہار میں قارئین کو بھی شریک کر لیتے ہیں۔ (۱۶)

مضمون نگار نے پہلے طویل باب کو کتاب کی جان کہا ہے اور مختصراً کچھ اہم موضوعات کا ذکر کیا ہے جو پنجاب کی تاریخ، مہابھارت سے پانی پت کی لڑائیاں، فاتح عالم سکندر اعظم کے دور میں پنجاب، مغل شہنشاہ اکبر، مجدد الف ثانی، مغلوں کا دور، دُلّا بھٹی کے کردار، انگریز عہد اور رائے احمد خان کھرل، انگریزوں کا پنجاب پر تسلط، مزاحمت اور جلیانوالہ باغ کا قتل عام، بھگت سنگھ اور اس کے انقلابی ساتھیوں کی

پھانسیاں، ۱۸۵۷ء کی جنگ اور پنجاب کا کردار، تحاریک بزرگان، صوفی شعرا اور نثر نگار، صحافی اور مصور وغیرہ ہیں۔ علاوہ ازیں رسم و رواج اور طور طریقے وغیرہ بھی تفصیلاً بیان ہوئے ہیں۔ دوسرا باب ''پنجاب اور پاکستان '' ہے جس میں واضح کیا گیا ہے کہ ''پنجاب کا کردار اُتنا ہی روشن ہے جتنا چند داغ دھبوں کے باوجود چودھویں کے چاند کا ہوتا ہے۔'' تیسرا باب ''تاریخ کا تشدد'' ہے۔ مضمون نگار مصنف کے حوالے سے لکھتی ہیں:

'' ... اس پر تاریخ نے دو چار مرتبہ نہیں متواتر اور مسلسل تشدد کیا اور یہ مجروح ہونے والی عزت نفس کو بحال کرنے کے لیے بار بار مزاحمت کا محاذ قائم کرتا رہا اور اس نے پنجابیوں کے کردار میں ایسی پھرتی، چابکدستی اور لچک پیدا کر دی ہے جو اسے زندگی کے مشکل ترین لمحات میں جینے کا حوصلہ بخشتے ہیں۔'' (۱۷)

چوتھا باب ''قیادت کا فقدان''میں پنجاب کی قیادت، زراعت، جاگیردارانہ نظام، سیاسی نظام، فوج کی خدمات، برسراقتدار طبقہ اور دوسرے صوبوں کو پنجاب سے لاحق تشویش کا ذکر ہے۔ پانچواں باب ''وفاقیت کے تقاضے'' میں رامے صاحب کا نقطہ نظر ہے کہ ون یونٹ کے قیام و انجام اور مشرقی پاکستان کی علیحدگی، ماضی کے ان دو تاریک واقعات کا بے لاگ تجزیہ ہے جو ہمارے مستقبل کو اُجالنے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ چھٹا باب ''ون یونٹ اور مشرقی پاکستان'' میں ون یونٹ کے بننے، ٹوٹنے، مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی وجوہات و عوامل اور حکومت کی حکمت عملی کے علاوہ اُردو زبان کے مسئلے اور پنجابی زبان کے خاتمے کی وجوہات کا بھی کسی منجھے ہوئے وکیل کی طرح دفاع کیا ہے۔ ساتواں باب ''پنجاب کی ذمہ داری'' میں پنجاب کی اپنی اور دوسرے صوبوں کی نسبت سیاسی، سماجی، داخلی، عملی، ادبی، ثقافتی، لسانی اور مذہبی روایات کے احترام کی بات کی گئی ہے۔ آٹھواں باب ''پانچ جواں مرد پنجابی'' میں پنجاب کے اصل ہیروز راجہ پورس، دُلّا بھٹی، رائے احمد خان کھرل، نظام لوہار اور بھگت سنگھ کا تعارف اور اُن کے کارناموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ نویں اور دسویں باب کی وضاحت مضمون نگار نے ان الفاظ میں کی ہے:

'' نواں اور دسواں باب دو صحیفہ جات پر مشتمل ہے جس میں صوبائی خود مختاری اور پانی کا مسئلہ زیر بحث لایا گیا ہے۔ پانی کے ذکر میں پنجاب اور لاہور کی تین دریاؤں سے محرومی اور سندھ کے خدشات کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے مگر افسوس یہ ہے کہ آج موجودہ صورتحال میں پنجاب کے رکھوالے خاموش ہیں اور دیگر صوبوں والے اپنے حقوق و مفادات کی حصولی میں تیز تر ہیں... '' (۱۸)

آخر میں مضمون نگار نے مجموعی طور پر کتاب کے اسلوب، اختصار اور جامعیت کے حوالے سے بات کر کے مصنف کے لاجواب اور مؤثر انداز کی تعریف کی ہے۔ مصنف کے اندازِ بیان کو صحت مندانہ اندازِ تنقید کہا ہے۔ مضمون نگار کا حنیف رامے اور اُن کی کتاب کے حوالے سے مندرجہ ذیل جملہ لاجواب اور قابل ستائش ہے:

'' ... کتاب کا اسلوب بہت خوبصورت و شگفتہ ہے جس میں مصور کی آنکھ، ایک حساس ادیب کا دل اور پختہ نظر سیاست دان کا ذہن توازن کے ساتھ نظر آتا ہے۔'' (۱۹)

حاصل بحث یہ کہ گورنمنٹ کالج، لاہور پنجاب کے دل لاہور شہر میں قائم ہوا تھا اور اس کالج کے زیادہ تر طالب علم بھی پنجاب دھرتی کے باسی تھے۔ لہٰذا حب الوطنی کے جذبے کے تحت زیادہ نہ سہی تو مجلہ ''راوی'' میں جا بجا پنجاب کا سرسری ذکر ضرور موجود ہے۔ راوی کی منظوم اور نثری تحریریں جو پنجاب سے متعلق ''راوی'' میں شامل ہیں اُن سے پنجاب کا بھر پور تشخص واضح ہوتا ہے۔

حواشی

۱۔محمد آصف خاں، نِک سُک تے ہور نِک سُک، لاہور: پاکستان پنجابی ادبی بورڈ، س ن، ص: ۱۸۹ تا ۱۹۳

۲۔کپور سنگھ باجوہ، ''پنجابی سبھا دی لوڑ'' (مضمون)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد: ۱۷، شمارہ: ۳،۴، دسمبر ۱۹۲۲ء، جنوری ۱۹۲۳ء، ص: ۱۱۵

۳۔شیر سنگھ گیانی (مدیر)، ''سکھ ایجوکیشنل کانفرنس'' (رپورٹ)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد: ۱۹، شمارہ: ۷، اپریل ۱۹۲۵ء، ص: ۲۲،۲۳

۴۔شیر سنگھ گیانی (مدیر)، ''وڈے دِناں دِیاں چھٹیاں'' (اداریہ)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد: ۲۱، شمارہ: ۴، ۳ ، دسمبر ۱۹۲۶ء، جنوری ۱۹۲۷ء، ص: ۳،۲

۵۔محمد حسین صوفی، ''پنجابی زبان تے اک نظر'' (مضمون)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد: ۲۴، شمارہ: ۳، دسمبر ۱۹۲۹ء، ص: ۳

۶۔اوارا، ''موجاں پنجاب دِیاں'' (نظم)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد: ۲۸، شمارہ: ۶،۵، مئی، جون ۱۹۳۴ء، ص: ۷

۷۔بی۔ ایس۔ پی، ''اُٹھ شیر پنجاب دیا'' (نظم)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد: ۳۴، شمارہ: ۷، جون ۱۹۴۰ء، ص: ۱۹

۸۔پورن سنگھ، ''جوان پنجاب دے'' (نظم)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد: ۳۷، شمارہ: ۴، دسمبر ۱۹۴۲ء ۱۹۴۳ء، ص: ۱۰

۹۔آغا یمین، ''مٹیار ہاں پنجاب دی'' (نظم)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد: ۶۱، شمارہ: ۲، مئی ۱۹۶۸ء، ص: ۱۰۳

۱۰۔محمد اکرام، ''پنجاب پنجابیاں دا'' (مضمون)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد: ۶۳، شمارہ :۱، دسمبر ۱۹۷۰، ص: ۱۵۸

۱۱۔محمد اکرام، ''پنجاب پنجابیاں دا'' (مضمون)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور، ص: ۱۶۱

۱۲۔ایضاً، ص: ۱۶۴

۱۳۔محمد آصف خاں، ''پنجاب دا ناں کدوں توں'' (مضمون)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد: ۸۳، شمارہ : واحد، مئی ۱۹۹۶، ص: ۱۷۶

۱۴۔شفقت تنویر مرزا، ''کوئی ہووے جو کرے پنجاب سہاگن'' (مضمون)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد: ۸۴، شمارہ : واحد، مئی ۱۹۹۷، ص: ۲۲۲

۱۵۔شفقت تنویر مرزا، ''کوئی ہووے جو کرے پنجاب سہاگن'' (مضمون)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور، ص: ۲۲۶
۱۶۔سعدیہ نور، ''تعارف اور تجزیہ... پنجاب کا مقدمہ'' (مضمون)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد: ندارد، شمارہ: واحد، ۲۰۰۶ء، ص : ۱۳۴
۱۷۔سعدیہ نور، ''تعارف اور تجزیہ... پنجاب کا مقدمہ'' (مضمون)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور، ص : ۱۳۵
۱۸۔ایضاً، ص : ۱۳۶
۱۹۔ایضاً، ص : ۱۳۷

References

1. Muhammad Asif Khan, Nik Suk tay hor Nik Suk, Lahore: Pakistan Punjabi adbi board, Seen Noon, P. 189 to 193.
2. Kapoor Singh Bajwa, "Punjabi Subhaa di lor" (Mazmoon), Mashmoola: Mujallah "Ravi", Lahore, Jild: 17, Shumarah: 3, 4, December 1922, January 1923, P. 115.
3. Shair Singh Giani (Editor), "Sikh educational conference" (Report), Mashmoola: Mujallah "Ravi", Lahore, Jild: 19, Shumarah: 7, April 1925, P. 22, 23.
4. Shair Singh Giani (Editor), "Vaddy Dinan Dian chuttiaN" (Editorial), Mashmoola: Mujallah "Ravi", Lahore, Jild: 21, Shumarah: 3, 4, December 1926, January 1927, P. 2, 3.
5. Muhammad Hussain Soofi, "Punjabi zuban tay ik nazar" (Mazmoon), Mashmoola: Mujallah "Ravi", Lahore, Jild: 24, Shumarah: 3, December 1929, P. 3.
6. Awara, "MojaN Punjab Dian" (Nazm), Mashmoola: Mujallah "Ravi", Lahore, Jild: 28, Shumarah: 5, 6, May, June 1934, P. 7.
7. B. S. P, "Uth shair Punjab dia" (Nazm), Mashmoola: Mujallah "Ravi", Lahore, Jild: 34, Shumarah: 7, June 1940, P. 19.
8. Pooran Singh, "Jawan Punjab day" (Nazm), Mashmoola: Mujallah "Ravi", Lahore, Jild: 37, Shumarah: 4, December 1941, 1943, P. 10.
9. Aagha Yamin, "Mutiaar haN Punjab di" (Nazm), Mashmoola: Mujallah "Ravi", Lahore, Jild: 61, Shumarah: 2, May 1968, P. 103.
10. Muhammad Ikraam, "Punjab PunjabiaN da" (Mazmoon), Mashmoola: Mujallah "Ravi", Lahore, Jild: 63, Shumarah: 1, December 1970, P. 158.
11. Muhammad Ikraam, "Punjab PunjabiaN da" (Mazmoon), P. 161.
12. Ibid. , P. 164.
13. Muhammad Asif KhaN, "Punjab NaaN kadoN toN" (Mazmoon), Mashmoola: Mujallah "Ravi", Lahore, Jild: 83, Shumarah: Single, May 1996, P. 176.
14. Shafqat Tanveer Mirza, "Koi howay jo kery Punjab sohagaN" (Mazmoon), Mashmoola: Mujallah "Ravi", Lahore, Jild: 84, Shumarah: Single, May 1997, P. 222.
15. Shafqat Tanveer Mirza, "Koi howay jo kery Punjab sohagaN" (Mazmoon), P. 226.
16. Sadia Noor, "Punjab ka muqadma: taaruf aur tajziah" (Mazmoon), Mashmoola: Mujallah "Ravi", Lahore, Jild: N/A, Shumarah: Single, 2006, P. 134.
17. Sadia Noor, "Punjab ka muqadma: taaruf aur tajziah" (Mazmoon), P. 135.
18. Ibid. , P. 136
19. Ibid. , P. 137